۲۲

ایمان کے ساتھ اعمال کی اصلاح بھی ضروری ہے

(فرمودہ ۲۹ - جون ۱۹۳۴ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے کئی دفعہ جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ صرف ایمان لے آنا کافی نہیں بلکہ ایمان کے موافق اعمال کو ڈھالنا بھی ضروری ہے- قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی مثال باغ کی سی ہے- انسانی اعمال اس کو سینچنے اور تروتازہ رکھنے کا موجب ہوتے ہیں- اگر درخت کو وقت پر پانی نہیں پہنچے گا تو خواہ وہ کتنا ہی قیمتی کیوں نہ ہو، خشک اور برباد ہوجائے گا- پس جب تک اعمالِ صحیحہ ساتھ نہ ہوں، ایمان سرسبز نہیں ہوتا- میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں ایک حصہ ایسا ہے جس نے اب تک اس طرف توجہ نہیں کی- اور شاید وُہ اس حقیقت کو سمجھتا ہی نہیں یا شاید یہ وجہ ہو کہ بعض دفعہ انسان خود دھوکا میں آجاتا ہے- وہ غلط اصول بناتا ہے اور ان کی روشنی میں تو کیا کہہ سکتے ہیں، ان کی ظلمت اور تاریکی میں کہیں کا کہیں بھٹکتا ہوا چلا جاتا ہے- اس کی مثال بالکل اس مکڑی کی سی ہوتی ہے جو اپنے گرد تانا تنتی ہے اور جال بناتی ہے- پھر وہی جال اس کی موت کا موجب ہوجاتا ہے اور اسی گھر میں وہ دم گھُٹ کر مرجاتی ہے-

چند ایک اصول ایسے ہیں جن کو ہماری جماعت دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے اور وہ قرآن کریم کے پیش کردہ اصول ہیں ان کا غلط مفہوم شاید بعض کی ٹھوکر کا موجب ہو- مثلاً ہم پیش کرتے ہیں کہ آپس میں ہمارا معاملہ برادرانہ اور بھائیوں والا ہے اور یہ کہ دنیا کی زینت

ایک عارضی چیز ہے حقیقی زینت وہی ہے جو خدا کی طرف سے ملتی ہے اور حقیقی زندگی وہی ہے جو موت کے بعد حاصل ہوتی ہے- ممکن ہے ان دونوں اصول کا غلط مفہوم بعض لوگوں کی ٹھوکر کا موجب ہو- مجھے نہایت افسوس ہے کہ بعض افرادِ جماعت میں عملی دیانت کا ثبوت بہت کم ملتا ہے- قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ مومن دوسروں سے زیادہ محنتی' زیادہ وفادار' زیادہ جفاکش اور زیادہ لائق ہوتا ہے مگر بعض احمدیوں کی زندگی میں ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں مومن زیادہ نکمّا' زیادہ ناکارہ' زیادہ کام چور اور زیادہ غافل ہوتا ہے- شاید بعض خیال کرتے ہوں کہ برادرانہ کام ہے' اس لئے اسے توجہ اور محنت سے کرنے کی کیا ضرورت ہے- یعنی بجائے اس کے کہ اپنے بھائی کا کام سمجھ کر اسے زیادہ کوشش اور زیادہ محنت سے کرتے وہ اس کے متعلق سخت لاپروائی کرتے ہیں- گویا برادری کے اچھے معنوں کا بُرا مطلب لے لیتے ہیں اور خیال کرلیتے ہیں کہ اپنے بھائی کا کام ہی ہے اگر خراب ہوگیا تو کیا' کسی غیر کا تو نہیں ہے اور برادری کا یہ غلط مفہوم لے لیتے ہیں حالانکہ یہ خیال دل کی بیماری سے پیدا ہوتا ہے- مثلاً کسی نے معمار سے کوئی عمارت بنوائی ہے- اب اس اصول سے جو ہم پیش کرتے ہیں کہ دنیا کی زینت کوئی چیز نہیں' معمار اگر یہ خیال کرلے کہ یہ مکان کل ہی ٹوٹ جائے تو کیا حرج ہے' تو یہ ایک اعلیٰ درجہ کی تعلیم کے بُرے معنے ہوں گے- اسی طرح وہ اپنی بدی کو نیکی کا پیرایہ دے گا اور بہت سے لوگوں کی ٹھوکر کا موجب بن جائے گا حالانکہ حقیقی برادری کا اقتضاء حقیقی ہمدردی ہوتا ہے- قادیان کے متعلق مجھے شکایات پہنچتی رہتی ہیں کہ بعض پیشہ ور لوگ دیانت سے کام نہیں لیتے حالانکہ میں مختلف رنگوں میں نصیحت کرتا رہتا ہوں لیکن اسی دوران میں خود مجھے بھی ایک تجربہ اس کے متعلق ہوگیا- میں نے ایک مکان بنوایا- بعض احمدی معماروں نے میرے پاس شکایت کی کہ مکان بنوانے والوں نے غیراحمدیوں کو کام دے رکھا ہے حالانکہ ہم ان سے اچھا کرسکتے ہیں اور چونکہ میرا اصول یہی ہے کہ اگر احمدی کام کرنے والے مل سکیں تو انہیں کام دینا چاہیئے' میں نے اس کی تحقیقات کرائی تو معلوم ہوا کہ ان کی شکایت صحیح نہیں- نوے فیصدی احمدی اور صرف دس فیصدی غیراحمدی تھے اور یہ کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں- ہم نے کسی کا بائیکاٹ تو کر نہیں رکھا- ہر دیانتدار اور اچھا کام کرنے والے کو موقع دیتے ہیں- بہرحال میں نے ہدایت کی کہ آئندہ ان معترض لوگوں کو بھی موقع دیا جائے لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ ابھی وہ لوگ عمارت کا کام ختم کرکے نکلے بھی نہ تھے کہ اس کا پلستر گر گیا- اور

ابھی اس پر تین ماہ نہ گذرے تھے کہ فرش چکنا چُور ہوگیا جو ثبوت ہے اس امر کا کہ ان لوگوں نے دیانتداری سے کام نہ کیا تھا- وہ احمدیت کے جامہ سے غلط رنگ میں فائدہ اٹھانا چاہتے تھے اور جب انہوں نے میرے ساتھ ایسا کیا تو اوروں کے ساتھ کیا کچھ نہ کرتے ہوں گے-☆

اسی طرح ابھی ایک عزیز آئے' انہوں نے ایک قصہ سنایا- وہ ایک محکمہ کے انچارج ہیں- ان پر الزام لگایا گیا تھا کہ وہ احمدیوں کی بے جا طرفداری کرتے ہیں- حکومت نے اس الزام کی تحقیقات کرائی اور انہیں اس سے بری پایا- ادھر گورنمنٹ کی نظروں میں تو ان کا یہ حال ہوا کہ اعلیٰ حُکام تک ان کی شکایت پہنچی اور تحقیقات ہوئی اور دوسری طرف ایک احمدی جو ان کے وہاں جانے سے قبل موجود تھا اس کے متعلق انہوں نے سنایا کہ مجھے اس پر اسقدر اعتماد تھا کہ نماز کی امامت بھی اس کے سپرد کررکھی تھی- ایک دن ایک ماتحت افسر میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر کوئی شخص ممنوعہ اشیاء یہاں لاکر فروخت کرکے کثیر منافع حاصل کرتا ہو تو اسے گرفتار کرنا چاہیئے یا نہیں؟ میں نے کہا کہ ضرور مجرم کو پکڑنا چاہیئے لیکن اس امر پر حیران ضرور ہوا کہ اس سوال کی کیا ضرورت تھی یہ تو عام قانون کی بات ہے- کچھ عرصہ کے بعد وہی افسر آیا اور مجھے اپنے ساتھ چلنے کو کہا- میں اس کے ساتھ ہولیا- تھوڑی دور جانے کے بعد میں نے دیکھا کہ وہی احمدی اپنی ڈیوٹی کی جگہ سے کوئی سَو گز پرے کھڑا ہے- میں حیران تو ہوا مگر خیال کیا کہ شاید کوئی ضروری کام ہوگا لیکن یہ میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہی وہ مجرم ہے جسے گرفتار کیا جائے گا- وہ افسر جب اس کے قریب پہنچا تو اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا' ٹھہر جاؤ اور اس کی تلاشی کا حکم دیا- اس کے کپڑوں سے تو کوئی چیز برآمد نہ ہوئی لیکن جب پگڑی اُتار کر دیکھی گئی تو اس میں سے تمباکو برآمد ہوا جسے اس علاقہ میں لانے کی ممانعت تھی- وہ کہتے ہیں یہ دیکھ کر میرے تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور قریب تھا کہ مجھے غش آجاتا- ایک اور احمدی افسر بھی اُس وقت موجود تھا جس نے اپنے احمدی ہونے سے بھی پہلے اس شخص کو ملازم رکھا تھا- یہ بات دیکھ کر اس کا رنگ زرد ہوگیا اگر وہ دیوار کا سہارا نہ لیتا تو

☆ کوئی صاحب اس سے اس مکان کا گمان نہ کریں جو دارالانوار میں مَیں نے بنوایا ہے- یہ مکان قاضی عبدالرحیم صاحب نے تیار کروایا ہے اور اس محنت اور اخلاص سے تیار کروایا ہے کہ آنوں میں روپوں کا کام کروادیا ہے اور ایسا اعلیٰ ہے کہ ہمیشہ اسے دیکھ کر قاضی صاحب کیلئے دعا نکلتی ہے-

یقیناً گر پڑتا- وہ سناتے ہیں ان کے ماتحت چھ احمدی تھے جن میں سے پانچ کو ایسے ہی جرائم میں نکالنا پڑا ایک عورت اغواء کی گئی اور وہ ایک غیراحمدی کے پاس پائی گئی- اس ملازم کے خلاف جب کارروائی کی گئی تو ایک اور احمدی اس کے پاس پہنچا اور کہا کہ تمہارے ساتھ اس افسر نے بہت ظلم کیا ہے اس کی شکایت مَیں امیرجماعت کے پاس کروں گا- اس احمدی کی غرض صرف مفت کی نیک نامی حاصل کرنا تھی-

یہ مثالیں بددیانتی اور کام چوری کی ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ دیانت کا اعلیٰ مقام ہمارے بعض افراد کو حاصل نہیں بلکہ ان کا اتنا ادنیٰ مقام ہے جو گری ہوئی اقوام کیلئے بھی باعثِ ننگ و عار ہو- اور پھر وہ ایسی بددیانتی احمدیت کے نام کے پردہ میں کرنا چاہتے ہیں اور اس طرح اپنے ساتھ احمدیت کو بھی بدنام کرتے ہیں- گو یہ سب لوگ جو زیرالزام آئے ایک ایسے ضلع کے تھے جو چوری کیلئے مشہور ہے اور جس کی نسبت کہتے ہیں کہ وہاں کا کوئی شخص چوری کی علّت سے پاک نہیں مگر احمدی ہو کر تو انسان کو پاک ہوجانا چاہیئے- مسلمانوں نے پستی کے زمانہ میں جو بدعادات پیدا کرلی ہیں' وہ احمدی ہوکر بالکل چھٹ جانی چاہئیں- مسلمانوں میں افسوس ہے کہ تنزّل کے ساتھ بعض بدعادات پیدا ہوگئی ہیں- میں ایک دفعہ کشمیر گیا- وہاں ایک قسم کا قالین مختلف لوئیوں کے ٹکڑے جوڑ کر بناتے ہیں جسے گابا کہتے ہیں- میں نے وہاں کے ایک مشہور کاریگر کو ایک بڑے سائز کے گابے کا آرڈر دیا اور اس کے مطابق قیمت بھی دے دی لیکن جب وہ بن کر آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ آرڈر کردہ سائز سے چوتھائی کم تھا- میں نے اس بددیانتی کی وجہ دریافت کی تو جو جواب وہ مجھے دے سکا اور جسے وہ بہت زیادہ معقول اور وزنی سمجھتا تھا' وہ یہ تھا کہ میں مسلمان ہوں- گویا اس کے نزدیک مسلمان کے معنی ہی یہ تھے کہ بددیانتی کرنے والا- اب یہاں بھی یہ شکایت پیدا ہورہی ہے کہ کام دیانتداری سے نہیں کیا جاتا اور کہا جاتا ہے کہ ایک برادری ہے' کسی غیر کا کام تو نہیں- گویا یہ چوروں کی برادری ہے اور یہاں سب ٹھگ ہونے چاہئیں حالانکہ مومن دوسروں سے زیادہ چُست ہوتا ہے لیکن بعض لوگوں نے شاید یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ جو نماز پڑھتے یا چندے دیتے ہیں' اس کی کسر کام کی بددیانتی کرکے نکالنی چاہیئے- چونکہ نمازیں پڑھنے میں دو گھنٹے صرف ہوتے ہیں' اس لئے اتنا وقت کام کا حرج کرکے نکال لینا چاہیئے اور چونکہ وہ دوروپیہ چندہ دیتے ہیں اس لئے اتنی خیانت کرلینی چاہیئے اور یہ نہیں سمجھتے کہ اس نیکی کا کیا

فائدہ جس کے نتیجہ میں بدی پیدا ہو- میرے نزدیک ہمارے مدارس کے افسروں پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے- ان کا فرض ہے کہ طلباء کو محنت کی عادت ڈالیں اور انہیں دیانتداری کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرنے کا عادی بنائیں- بچپن میں جب میں نے رسالہ تشحیذ جاری کیا تو ایک کارکن سے کچھ مال ضائع ہوگیا- کمیٹی کے باقی ممبروں کی رائے تھی کہ اس نے عمداً چوری اور بددیانتی کی ہے- لیکن میرا خیال تھا کہ اس نے مجبوری کے ماتحت واپسی کی نیت سے رقم خرچ کرلی اور میں کہتا تھا ہمیں ایسا طریق اختیار کرنا چاہیئے کہ رقم وصول ہوجائے اور اسے سرزنش بھی ہو لیکن یہ چور کہلانے کا مستحق نہیں مگر دوسرے ممبر اسے چور سمجھتے تھے- ایک دوست جو اب فوت ہوچکے ہیں اس مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے وہ کہنے لگے دونوں فریق غلطی پر ہیں- روپیہ آپ لوگوں کا ذاتی تھا یا چندہ کا- چونکہ چندہ کا تھا اس لئے خدا کا تھا- پس اگر خدا کے ایک بندہ نے ضرورت کے وقت اسے خرچ کرلیا تو اس میں جُرم کون سا ہے اور غلطی کیا ہے- انہیں بہت سمجھایا گیا کہ یہ اصل ٹھیک نہیں مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا- وہ بہت نیک آدمی تھے اور یہ حسن ظنی کم فہمی کی وجہ سے تھی مگر اس قسم کی حُسنِ ظنی بھی خطرناک ہوتی ہے اور بددیانت بنا کر چھوڑتی ہے-

مدارس کے افسروں کو چاہیئے کہ اپنے طلباء میں اخلاق کی روح پیدا کریں- دوسرے صیغوں کا بھی یہی فرض ہے- مجھے افسوس ہے کہ اخلاق کی درستی کی طرف توجہ بہت کم ہے- ظاہری باتوں کا، ظاہری قانون اور ظاہری پابندیوں کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے- ناظر صاحبان بھی زیادہ تر انہی باتوں کا خیال رکھتے ہیں حالانکہ ظاہری باتیں بھی اخلاق سے ہی پیدا ہوتی ہیں- بددیانت لوگ قوم کیلئے ناسور ہوتے ہیں اور ان کی موجودگی میں کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی- جب تک ایسے افراد کا علاج نہ کیا جائے اور جو ناقابلِ علاج ہوں ان کو نکالا نہ جائے، ہماری جماعت کی ترقی مشکل ہے- دیانت کے بغیر دنیا میں کوئی کام نہیں ہوسکتا- بددیانتی سے بے اعتمادی پیدا ہوتی ہے- جب ہم کہتے ہیں کہ حُسنِ ظنی سے کام لینا چاہیئے تو ہمیں اس کیلئے میدان بھی صاف کرنا چاہیئے- ایک شخص رات کو ایک جگہ سوتا ہے جہاں سے کبھی اس کا پاجامہ چوری ہوجاتا ہے، کبھی قمیض، کبھی کوٹ اور کبھی بٹوا- اسے اگر کہا جائے کہ حُسنِ ظنی سے کام لو، یہاں تمہارا کوئی نقصان نہیں ہوسکتا تو وہ ہماری بات کس طرح مان سکتا ہے- حافظ مرحوم نے کیا خوب کہا ہے کہ:-

در میان قعرِ دریا تختہ بندم کردہٗ
باز مے گوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

اسی طرح بدظنیوں کے سامان کی موجودگی میں کسی سے کہنا کہ حُسنِ ظنی سے کام لو بے معنی بات ہے۔ جو انسان چوروں سے گھرا ہوا ہو وہ اگر اپنی جان بچانا چاہتا ہے تو اسے بدظنی کرنی پڑے گی۔ پس اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ باہم اعتماد کی فضاء پیدا ہو تو لوگوں میں دیانت پیدا کرو۔ ولایت میں مَیں نے دیکھا ہے اور کئی بار اپنے ساتھیوں کو بھی دکھایا وہاں ولایت کا مزدور اس پُھرتی سے کام کرتا ہے گویا اس کے اپنے گھر میں آگ لگی ہوئی ہے اور نہایت بیش قیمت سامان جل رہا ہے لیکن یہاں کا مزدور میں نے خود کئی بار دیکھا ہے نہایت ہی غفلت سے کام کرتا ہے۔ وہ اینٹیں لانے کیلئے جائے گا تو آہستہ آہستہ' پھر وہاں پہنچ کر پہلے اینٹوں کو دیکھے گا' پھر ایک ایک اینٹ اٹھائے گا اسے پھونک پھونک کر رکھے گا اور اگر موقع ملے تو بیٹھ کر حُقّہ پینے لگ جائے گا۔ پھر اگر معمار آواز دے گا کہ جلدی آؤ تو کہے گا میں اُڑ کر تھوڑا ہی آسکتا ہوں۔ یہی معمار کا حال ہے۔ وہ اینٹ پکڑ کر تیسی کے ساتھ اس پر ٹک ٹک کرتا رہے گا گویا اس میں سے نشاستہ نکال رہا ہے۔ غرض ان کو دیکھ کر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کام کررہے ہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شغل یا تماشہ کررہے ہیں۔ اگر کوئی ایسا ہوائی جہاز ہو جس میں چند گھنٹوں میں ولایت سے ہندوستان پہنچا جاسکے۔ اور ایک آدمی کو اس میں بٹھا کر پہلے ولایت کے مزدور دکھائے جائیں۔ اور پھر دو تین گھنٹہ کے بعد ہی اسے ہندوستانی مزدوروں کو دیکھنے کا موقع ملے تو اس عظیم الشان فرق کو دیکھ کر شاید وہ پاگل ہوجائے۔ آہستہ آہستہ کام کرنے کی وجہ سے ہی یہاں کے مزدوروں سے زیادہ وقت کام لیا جاتا ہے۔ ولایت میں مزدور چھ گھنٹہ کام کرتا ہے۔ اور یہاں دس گھنٹے لیکن ولایت کا مزدور چھ گھنٹے میں اتنا کام کرلیتا ہے جتنا یہاں تیس چالیس گھنٹے میں کرتا ہے اور اس قدر محنت کے بعد اس کا حق ہوجاتا ہے آرام کرے اور چونکہ کام کرنے کے بعد اسے فُرصت بھی مل جاتی ہے' اس لئے اس وقت میں محنت کرکے ولایت کے مزدوروں میں سے بعض لوگ بڑی بڑی ترقیاں کرجاتے ہیں۔ ان میں سے کئی لوگ بڑے بڑے پروفیسر اور موجد بن گئے۔

ایڈیسن جو اس زمانہ کا بہت بڑا موجد ہوا اور جس نے قریباً ایک ہزار ایجادیں کیں' وہ پہلے ایک کارخانہ میں چپڑاسی تھا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ چِٹّھیاں لے جانے پر مقرر

تھا- وہ ہمیشہ جیب میں کتاب رکھتا اور چِٹھی دے کر کتاب پڑھنے بیٹھ جاتا- جب جواب ملتا تو کتاب جیب میں رکھ کر چل پڑتا اور اسی طرح مطالعہ کرتا رہتا- آخر بڑا سائنسدان بن گیا اور اس نے اتنی ترقی کی کہ تاریخ میں اس کا نام ہمیشہ یادگار رہے گا- اس نے ہزار کے قریب ایجادیں کیں- اور بہت سی ایجادیں اس کی ایجادوں سے آگے کی گئی ہیں- مگر یہ شخص پہلے اَن پڑھ چپڑاسی تھا جو دنیا کا بہت بڑا آدمی بن گیا- پس ہمارے امراء' سیکرٹریان اور بالخصوص جماعتِ سالکین کا جو میں نے قائم کی ہے فرض ہے کہ ان غلطیوں کو دور کریں جو جماعت کے بعض افراد میں پائی جاتی ہیں- اگر ہم اپنی جماعت میں سے بددیانتی کو دُور نہیں کرسکتے تو دنیا میں ہمارا رعب قائم نہیں ہوسکتا- بددیانتی بے ایمانی پیدا کرتی ہے- مجھے یاد ہے میں چھوٹا ہی تھا کہ ایک دفعہ امرتسر گیا- میں نے بازار میں دیکھا کہ ایک سفید ریش جُبّہ پوش مولوی صاحب جارہے تھے اور پیچھے پیچھے ایک غریب آدمی ان کی منتیں کرتا جاتا تھا- وہ کبھی کبھی مُڑ کر اس کی طرف دیکھتے اور غصہ سے اسے دھتکار دیتے- میں نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے- اس نے بتایا کہ میں مزدور آدمی ہوں ہمارے ہاں بغیر پیسہ کے شادی نہیں ہوسکتی اس لئے شادی کی خاطر میں جو مزدوری کرتا تھا وہ ان کے پاس جمع کرتا جاتا تھا کیونکہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محفوظ جگہ کوئی نہ تھی- اب جبکہ چار سَو کے قریب روپیہ جمع ہوگیا اور میرا شادی کرنے کا ارادہ ہوا تو ان سے روپیہ مانگا مگر یہ صاف مُکر گئے اور کہتے ہیں کہ میرے پاس تمہارا کوئی روپیہ نہیں- اب غور کرو اس شخص کے دل میں خدا پر کیا ایمان رہ گیا ہوگا- بددیانتی ایمانی اور اقتصادی دونوں طرح سے کمزور کرتی ہے- پس ہماری جماعت میں یہ چیز بالکل نہ ہونی چاہیئے- اموال اور کام کاج میں پوری دیانتداری ہونی چاہیئے اور معاہدات کی سختی سے پابندی ہونی ضروری ہے- پس جن دوستوں کے دلوں میں ہمدردی ہے انہیں چاہیئے کہ ایسی باتوں کو دیکھتے رہیں کہ پیشہ ور لوگ دیانتداری سے کام کرتے ہیں یا نہیں- یہ دیانتداری نہیں کہ مالک کی موجودگی میں خوب کام کیا لیکن اس کے جانے کے بعد بیٹھ گئے- اگر خداتعالیٰ کو نگران سمجھا جائے تو انسانی نگران کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی- پس چاہیئے کہ ایسے لوگ اپنی اصلاح کریں اور جو خود نہیں کرسکتے ان کی دوسرے کریں اور جو عادی مجرم ہوں انہیں سزائیں دی جائیں- یعنی ان سے کام نہ لیا جائے یا پھر اپنے سے الگ کردیا جائے- یاد رکھنا چاہیئے کہ جو شخص کام میں بددیانتی کرتا ہے' وہ مال کھاجانے والے سے زیادہ خطرناک ہے- فرض کرو ایک

شخص نے ایک میز بنوائی جس کی عمر بیس سال تک ہونی چاہیئے لیکن بنانے والے نے ناقص لکڑی لگادی' اسے ٹھیک طرح صاف نہ کیا' روغن اچھا نہ کیا اور وہ ایک سال کے بعد ٹوٹ پھوٹ گئی تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ اس نے پچانوے فیصدی کھالیا مگر روپیہ کھانے والا اتنا کبھی نہیں کھاسکتا- روپیہ میں زیادہ سے زیادہ بیس پچّیس فیصدی کھایا جاسکتا ہے- اگر کسی شخص کو دس ہزار روپیہ کوئی سامان خریدنے کیلئے دیا جائے اور وہ نوہزار نوسَو کا سامان خریدے اور سَو روپیہ کھاجائے تو بیشک اس نے بڑا جُرم کیا لیکن جو شخص کام میں بددیانتی کرے اور اصل قیمت لے کر ناقص چیز مہیا کردے وہ بہت زیادہ مجرم اور خطرناک مجرم ہے- فرض کرو کسی حکومت نے سامانِ جنگ بنوایا مگر بنانے والے گولہ بارود ایسا بنادیں جو میدانِ جنگ میں پُھس پُھس کرکے رہ جائے تو اس کے نتیجہ میں جس قدر جانیں ضائع ہوں گی' ان سب کی ذمہ داری بنانے والوں پر ہوگی- ان سے وہ شخص بدرجہا اچھا ہوگا جس نے روپیہ میں سے ایک آنہ کھالیا اور پندرہ آنے کی چیز اچھی مہیا کردی- اسی طرح جو شخص دس گھنٹہ کی مزدوری لے کر پانچ گھنٹہ کام کرتا ہے وہ گویا پچاس فیصدی کھالیتا ہے- لیکن عجیب بات ہے کہ ہمارے ملک میں روپیہ کھاجانے والوں کو تو بہت بُرا سمجھا جاتا ہے لیکن کام خراب کرنے والوں کو کوئی بددیانت نہیں کہتا حالانکہ یہ اس سے بہت زیادہ اور سخت خطرناک بددیانت ہوتے ہیں کیونکہ کام میں بددیانتی کے نتائج بعض اوقات سخت خطرناک نکلتے ہیں- میں نے کسی رسالہ میں ایک مضمون پڑھا تھا کہ تُرکی کی ایک جنگ میں سپاہیوں کو جو کارتوس مہیا کئے گئے ان میں لکڑی ٹھونسی ہوئی تھی- تُرک مرنے مارنے پر آمادہ تھے مگر ان کی جانبازی کسی کام نہ آسکی کیونکہ سامان خریدنے والے نے صندوق کھول کردیکھا ہی نہ تھا کہ اندر کیا بھرا ہوا ہے- اگر وہ پچاس لاکھ میں سے صرف چالیس لاکھ کا سامان خریدتا اور دس لاکھ کھاجاتا تو گو وہ بددیانت ٹھہرتا مگر اس کی بددیانتی اس قدر نقصان کا موجب نہ ہوتی جتنی اس کی یہ غفلت ہوئی- خواہ اس نے مال خریدنے میں کوئی بددیانتی نہ کی اور ایک پیسہ بھی نہ کھایا مگر اس کی سُستی ہزاروں جانوں کے اتلاف کا باعث بن گئی اور تُرکوں کو اپنے ملک سے محروم ہونا پڑا- اگر وہ دس لاکھ روپیہ کھاجاتا تو یہ بددیانتی اس غفلت سے بدرجہا اچھی ہوتی کیونکہ دس لاکھ روپیہ تو ایک شہر کی قیمت بھی نہیں- لیکن ہمارے ملک میں کام کی بددیانتی کو بُرا نہیں سمجھا جاتا اور نہ ہی غفلت کو کوئی جُرم خیال کیا جاتا ہے ہاں مالی خیانت کو بہت بُرا خیال کیا جاتا ہے-

جنگ اُحد میں رسول کریم ﷺ نے دس آدمیوں کو ایک درہ پر متعین فرمایا اور حکم دیا کہ خواہ کچھ ہو' باقی فوج مرے یا جیئے' ہارے یا جیتے تم یہاں سے ہرگز نہ ہلنا مگر جب کفار کو شکست ہوئی اور وہ بھاگے تو درہ پر مقرر کردہ آدمیوں نے خیال کیا کہ اب ہمیں بھی کچھ لڑائی میں حصہ لینا چاہیئے- ان کے افسر نے کہا کہ ہمیں ہر حال میں یہیں رہنے کا حکم ہے مگر باقیوں نے کہا کہ عقل کی بات کرو' رسول کریم ﷺ کا مقصد تو صرف یہ تھا کہ اس درہ کی حفاظت کی جائے مگر اب کہ دشمن بھاگ چکا ہے اس کی حفاظت کی کیا ضرورت ہے- اس افسر نے اور ایک ساتھی نے تو جانے سے انکار کردیا لیکن باقی آٹھ بھاگ کر لڑائی میں شامل ہوئے- خالدبن ولید نے جواُس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے مُڑ کر دیکھا تو درہ کو خالی پایا- انہوں نے اپنی بھاگتی ہوئی فوج میں سے ایک دستہ جمع کرکے اس پر حملہ کردیا- دو صحابی جو وہاں موجود تھے وہ تو ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور کفار نے مسلمانوں کے عقب سے ایسا حملہ کیا کہ وہ ٹھہر نہ سکے[۱]- حتّٰی کہ رسول کریم ﷺ کے گرد ایک وقت میں بارہ اور دوسرے وقت میں صرف چھ آدمی رہ گئے- آپ کے دندان مبارک میں سے بعض صدمات سے ٹوٹ گئے اور آپ بیہوش ہوکر گر گئے اور لاشوں کے نیچے دب گئے- اور خیال کرلیا گیا کہ آپ شہید ہوگئے ہیں[۲] - تو کام کرنے میں ایک چھوٹی سے غلطی اور غفلت سے کس قدر نقصان اُٹھانا پڑا- اللہ تعالیٰ اپنی خاص تائید سے آپ کی نصرت نہ کرتا تو ایسے ہزاروں دشمنوں میں جو خون کے پیاسے اور مار دینے کی قسمیں کھاکر آئے ہوں' ایک بیہوش پڑا ہوا انسان کس طرح محفوظ رہ سکتا ہے- اتنے دشمنوں کے سامنے تو ہوش میں جو انسان ہو وہ بھی کچھ نہیں کرسکتا- چہ جائیکہ ایک بیہوش پڑا ہوا انسان اپنی حفاظت کرسکے- پس یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ آپ محفوظ رہے- آپ پر صحابہ کی لاشیں گرگئیں اور اُس وقت اگرچہ آپ کو تکلیف تو ضرور پہنچی مگر یہی آپ کی حفاظت کا ذریعہ ہوگیا- دیکھو غفلت اور فرائض کی بجاآوری میں کوتاہی کس قدر قباحتوں اور نقصانات کا موجب ہوئی- اگر وہ لوگ پچاس ہزار روپیہ بھی کھالیتے تو ان کی یہ حرکت اس قدر خطرناک نہ ہوتی جتنی یہ حرکت ہوئی- پس ہمارے اندر یہ احساس ہونا چاہیئے کہ کام چور' دھوکاباز یا کام میں بددیانتی کرنے والا روپیہ کی چوری کرنے والے سے بہت زیادہ خطرناک ہے- اس کی اصلاح کرنی چاہیئے اور جو اصلاح پذیر نہ ہو اس کے خلاف کارروائی کرنی چاہیئے- اور ایسی فضاء پیدا کردینی چاہیئے کہ ایک احمدی کے پاس دس کروڑ روپیہ کی امانت رکھنے میں بھی

کوئی خطرہ محسوس نہ کرے۔ اور وہ روپیہ محفوظ رہے۔ بعض افراد کی بددیانتی ساری قوم کو بدنام کردیتی ہے۔ جس طرح ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کردیتی ہے۔ اور ہم میں ابھی بہت سی ایسی مچھلیاں ہیں لیکن ہماری انجمنیں اس اصلاح سے غافل ہیں اور قادیان کی انجمن تو سب سے زیادہ غافل ہے۔ یہاں کے ممبروں کو تو میں چکنا گھڑا سمجھتا ہوں۔ وہ حکم دینا جانتے ہیں، بورڈ جھٹ لگادیتے ہیں مگر جس طریق پر کام کرنا چاہیئے وہ نہیں کریں گے۔ بکری کا دودھ پانچ پیسے نہیں چار پیسے ہونا چاہیئے۔ اور جو اس بھاؤ نہ دے اس کا بائیکاٹ کردیا جائے۔ ایسی باتوں کی طرف زیادہ توجہ ہے مگر دوسری طرف جہاں سارے کا سارا اونٹ ہی کھایا جارہا ہو، اس کی خبر نہیں۔ سطحی باتوں کی طرف بہت توجہ ہے مگر حقیقی ضرورتوں سے غافل ہیں۔ یہاں کام چور، بددیانت، خائن، دھوکاباز اور ٹھگ موجود ہیں مگر ان کا کوئی فکر نہیں۔ دودھ اور گھی کے بھاؤ پر لڑتے رہیں گے حالانکہ اگر دودھ چار نہیں پانچ ہی پیسے بِکتا رہے تو کوئی مر نہیں جائے گا۔ لیکن جن چیزوں کی موجودگی میں دنیا زندہ نہیں رہ سکتی، ان کو دور کرنے کا کوئی فکر نہیں۔ اور اگر کریں گے تو اُس وقت جب کوئی اپنی غرض ہو۔

پچھلے دنوں گوجرانوالہ سے مجھے خط آیا کہ یہاں یہ یہ نقص ہے۔ اگر وہ سارے نقائص صحیح ہوتے تو بھی شکایت کی وجہ یہی ہوسکتی تھی کہ لکھنے والے کو سیکرٹری شپ سے علیحدہ کردیا گیا تھا۔ میں نے وہ خط میر محمد اسمٰعیل صاحب کو تحقیقات کیلئے بھیجا تو انہوں نے لکھا کہ سب باتیں غلط ہیں۔ میں پہلے ہی معترض کو جواب دے چکا تھا کہ یہ خط شدید بُغض کے نتیجہ میں لکھا ہوا ہے۔ تو اصلاح کی طرف اگر توجہ کی بھی جاتی ہے تو اپنی غرض کیلئے اور ایسے رنگ میں کہ دیکھنے والا صاف معلوم کرلیتا ہے۔ اس سے اور بھی بُرا اثر ہوتا ہے۔ ہاں جب دیکھا جائے خدا کیلئے اصلاح کی کوشش ہورہی ہے تو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن جو شکایت ذاتی غرض کے ماتحت کی جائے، اس کا اثر اُلٹا ہوتا ہے۔ بعض لوگ پراویڈنٹ فنڈ سے روپیہ لینے کی کوشش کرتے ہیں اور جب ملتا نہیں تو شکایت کرتے ہیں کہ یہ لوگ سُود کھاتے ہیں۔ وہ نادان سمجھتے ہیں کہ اگلے بیوقوف ہیں اور انہیں کچھ پتہ ہی نہیں۔ میں تو خدا کے فضل سے بات کرنے والے کے لہجہ سے بات کی تہہ کو پہنچ جاتا ہوں یہ علیحدہ بات ہے کہ عیب پوشی سے کام لیتا ہوں۔ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ جب ذاتی غرض پوری نہیں ہوتی تو اسے قومی رنگ دے دیا جاتا ہے۔ اس سے اصلاح نہیں ہوسکتی بلکہ بیماری اور بھی بڑھتی ہے۔ گنہگار جب دیکھتا ہے کہ

میں نے تو بددیانتی کی تھی مگر دوسرے نے کمینگی کی ہے تو وہ اور بھی جرأت پکڑ جاتا ہے۔ لیکن اگر تقویٰ سے توجہ کی جائے تو گنہگار پر بہت اچھا اثر ہوتا ہے۔ پس اصلاح کی کوشش اُس وقت کرنی چاہیئے جب کوئی بُغض نہ ہو۔ اور اگر اس رنگ میں کام کیا جائے تو ضرور لوگوں کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ اور اس سے گنہگار متاثر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اصلاحِ اعمال کرسکیں ہماری نیتوں کو صاف کردے اور ہمیں ایسا نمونہ پیش کرنے کی توفیق دے جو اپنی ذات میں لوگوں کی اصلاح کا موجب ہو۔

(الفضل ۹ - ستمبر ۱۹۳۴ء)

۱؎ بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد

۲؎ بخاری کتاب المغازی باب مَا اَصَابَ النَّبِی ﷺ مِنَ الجِرَاحِ یَومَ اُحدٍ